رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے (اللہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو نکلتا ہے

ایڈیٹر میر قاسم علی

فاروق

بمقام قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

جلد (۱۰) مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۲۵ء مطابق ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۳ھ نمبر (۱۱)

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بفضلہ تعالیٰ مع الخیر ہیں۔ (۲) خاندان رسالت و ممبران خاندان حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ و حضرت نواب صاحب قبلہ منہ متعلقین بہمہ نوع خیر و عافیت سے ہیں۔ (۳) سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے نظارت تعلیم و تربیت کا چارج حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ کو دیدیا ہے۔ اور آپ اب دمشق جانیکی تیاری حسب الحکم حضرت امیر المومنین کر رہے ہیں۔ غالباً اسی ماہ میں روانہ ہو جائیں گے اور مولوی جلال الدین صاحب شمس بھی ساتھ جائینگے۔ یہ روانگی بغرض تبلیغ ہے۔ خدا کامیاب کرے۔ آمین (۴) ۱۷ جون کو قبل از نماز فجر بارش شروع ہوئی جس سے موسم میں خوشگواری پیدا ہو گئی ہے۔ الحمد للہ۔ (۵) فاروق اخبار کی طباعت کیلئے مشین کا انتظام کر لیا ہے۔ اب فاروق انشاء اللہ اپنی مشین پر جو فاروق پریس کیلئے ہے طبع ہوا کریگا۔ مشین دستی ہے۔ قیمت مشین کی ۱۵۱ ہے گی کیلئے فاروق کے خریداران میں خاص طور پر اضافہ کی ضرورت ہے۔

نظم

(یادگار مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم ساکن ترگڑی)

لشکرِ محمودؐ کا جو پہلواں ہو جائیگا
مستعیں وہ از خدائے مستعاں ہو جائیگا

جو مخالف ہوگا اسکا اور کریگا اختلاف
شیر بھی ہوگا تو رُستم ناتواں ہو جائیگا

ہے تعلق یوں محمد احمد و محمود کا
ایک سے کاٹیگا جو از گمرہاں ہو جائیگا

جو مطیعِ حکم ہوگا حضرتِ محمودؐ کا
معتقد وہ میرزاؑ کا بیگماں ہو جائیگا

معتقد جو میرزاؑ کا ہوگیا از جان و دل
وہ محمدؐ کا یکے از عاشقاں ہو جائیگا

جو محمدؐ کا ہوا عاشق کمال اخلاص سے
وہ عزیزِ درگہِ ربِّ جہاں ہو جائیگا

کیوں نہ ہو دونو جہاں میں سُرخرو اور کامیاب
اے عزیز وجس پہ مولا مہرباں ہو جائیگا

مان لیگا صدق دل سے حکم جو محمود کا
مقبلِ ربِّ زمین و آسماں ہو جائیگا

خادمِ دیں ہوگا جو فضلِ عمرؓ کے حکم میں
موردِ فضلِ خدائے دو جہاں ہو جائیگا

خدمتِ دیں میں جو کریگا حکم میں محمود کے
سگ بھی گر ہوگا تو اک شیرِ ژیاں ہو جائیگا

دین کی خدمت میں پائیگا دعاؤں سے اثر
مور گر ہوگا تو اک پیلِ دماں ہو جائیگا

خدمتِ دیں سے عزیز و ذرّہ ناچیز بھی
دیکھتا اک پرتوِ ماہِ آسماں ہو جائیگا

دین کی خدمت عجب اک چیز ہے معجز نما
خار سے گل گل سے کامل بوستاں ہو جائیگا

ابتدا میں گرچہ اسمٰعیل دیکھے ہم و غم
ایکدن فضلِ خدا سے شادماں ہو جائیگا

(کاذاں)

اطلاع

حسب الحکم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ خاکسار ایڈیٹر فاروق غیر احمدیوں کی مجلس پر جو ۱۹-۲۰-۲۱ کو بمقام دسوہہ منعقد ہو شاید وہاں جا رہا ہے۔ احباب کامیابی کیلئے دعا فرماویں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انتخاب اخبارات

— سیلون میں ایک دہلوی مولوی کی اس لئے مرمت کی گئی۔ کہ اس پر بچوں کو اڑالے جانیکا اشتباہ تھا۔

— سکھر کے ریلوے ہڑتالیوں نے لیڈروں کو یقین دلایا ہے۔ کہ باعزت سمجھوتہ کے بغیر ہم ہڑتال نہ کھولیں گے۔

— کالی کٹ میں مسلمانوں کی کانفرنس نے گورنمنٹ سے استدعا کی ہے۔ کہ بغاوت مالابار کے موپلا قیدیوں کو رہا کر دیا جائے

— جڑانوالہ ریلوے سٹیشن پر دو مسافر مرگئے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ بدمعاشوں نے انہیں دھتورے کا زہر دیا تھا۔ دو ملزم گرفتار کئے گئے ہیں۔

— لارڈ ریڈنگ ۷ راگست کو ہندوستان کی سرزمین میں قدم رکھیں گے۔

قابل توجہ گورنمنٹ اور افسران ریلوے

ریل کے سفر میں مذہبی طور پر سب کو مساوات حاصل ہے۔ لیکن بہت دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض ہندو گئو شالہ وغیرہ کیلئے چندہ جمع کرتے وقت جہاں ہندو جذبات کو برانگیختہ کرتے ہیں۔ وہاں وہ اہل اسلام کی دل آزاری میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ جس سے نہ صرف سفر میں بدمزگی پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات بڑے بڑے فسادات کا موجب ایسی ہی باتیں ہوتی ہیں۔

گائے کے لئے امداد طلب کرنے کے بہت سے طریق ہو سکتے ہیں پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس راہ کو ہی اختیار کیا جائے۔ جو ملک کے فساد اور عداوت کو بڑھانے والا ہو۔

ہم گورنمنٹ اور افسران ریلوے سے پُرزور اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اس خطرناک لہر کا قرار واقعی انتظام کریں۔ اور ایسے لوگوں کو اپنے رویہ کے بدلنے کی ہدایت کریں۔ اور اس بات کو خاص طور پر اپنے نوٹس میں رکھیں۔ تاکہ کسی فریق کو شکایت کا موقعہ نہ ملے۔

خاکسار

اللہ دتا جالندہری (مولوی فاضل)
قادیان

نصیحت

(از میرزا کبیر الدین احمد صاحب لکھنوی)

جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب کشتی نوحؑ کی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ وہ رشد و بازغہ سے منقطر ہو گئے۔ اے کبیر جو صادقوں کی عزت نہیں کرتے وہ حق بین کی بصائر الانارہ میں کیونکر ممتاز ہوں گے۔

اے دوست جو تو احمدؑ کا سچا غلام ہے۔ تو تو سیاہ کاروں کی عزت نہ کر۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ان کی تیرہ بختی کا کاجل تیری شفاف پوشاک کو سُرمئی بنا دے۔ جو صغیر کبیر کی عزت نہیں کرتا۔ اہل دل کے نزدیک وہ جاہل ہے۔

نظم

صحبتِ شخص مفسد و بدکار
مردم نیک کو تباہ کرے
دیگ کا ہمنشین جو ہو کبیر
اپنی شلوار کو سیاہ کرے

(باقی دارد)

جوہر شفائے زندگی

یہ خشک سفوف ہے۔ جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔

پرانا بخار۔ کھانسی۔ خشک یا تر بلغم۔ خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم جو سو روپے کو بھی مفت۔ فی تولہ عمار۔ علاوہ محصول ڈاک جو ایک ماہ کے لئے کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اسکا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

المشتہر
ایس عزیز الرحمن۔ قادر بخش انجینیر قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۲۵ء

کیا ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے؟

(۹)

گذشتہ اشاعت میں دیانندی پنتھ مسمّوف بہ ویدک دھرم کے ویدک ایشور کے اقتدار اور اوصاف حمیدہ کا کچھ نمونہ پیش کر چکا ہوں۔ آج اس نمبر میں کچھ مزید صفات اور ذاتی کمالات کا تذکرہ دیانندی کتب سے کرتا ہوں۔ جس سے ویدک دھرم کے عالمگیر مذہب نہ ہونیکا ہر عاقل و بالغ کو پتہ لگ جائے۔ آریہ سماج کے سوامی دیانند صاحب ویدک ایشور کے صاحب قدرت ہونیکی ایک واضح مثال لکھکر لوگوں کو اس کی حقیقت سے اسطرح آشنا کرتے ہیں۔

ویدک ایشور ایک جولاہا ہے

ستیارتھ پرکاش باب ۵ سوال ۱۸ کے جواب میں سوامی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ

"کسی معلول کی ابتداء میں تین علتیں ضروری ہوتی ہیں۔ جیسے کپڑا بنانے سے پہلے جولاہا سوت اور نلی وغیرہ موجود ہوں۔ تو کپڑا بنتا ہے۔ اسی طرح پیدائش عالم سے پیشتر پرمیشور (بجائے جولاہے کے) پرکرتی (مادہ) کال (زمانہ) اور اکاش (خلاء بجائے سوت کے) نیز جیو (روح) جو ازلی ہیں۔ (بجائے نلی کے) موجود ہوتے ہیں۔ ان سے دنیا کی پیدائش ہوتی ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو دنیا ہی نہ ہوگا" صـ ۲۸۳

دیانندی پرمیشور ایک کمہار ہے

واہ رے ویدک ایشور۔ تجھ کو تو جولاہے پر قیاس کر کے اسقدر عزت دی ہے جس کا تجھے شکور ہونا چاہیئے۔ مگر تیرے سے تو مکڑی اچھی ہے۔ جو بغیر سوت و نلی کے اپنے تئیں سے ہی سب سوت و نلی نکالکر ایسا تانا تنتی ہے۔ اور جال بناتی ہے۔ کہ تو بھی حیرت زدہ ہو جائے۔ تجھے تو جولاہے کے پلیٹ فارم پر کھڑا کر کے اتنا ذلیل بنا دیا۔ کہ جولاہے کو اصیل قرار دیا۔ اور تجھے اسکا مثیل ٹھیرایا۔ پھر اس قدرت و طاقت کے اظہار پر تجھے یورپ و امریکہ۔ مدینہ و مکہ میں لے جانے کا دم بھرتے ہیں۔ جہاں اس نام اور مطلق ہستی کا عمل دخل ہے۔ جو اللہ خالق کل شے وہو الواحد القہار ہے۔ یعنی اللہ ہے۔ جو ہر ایک چیز (روح ہو یا مادہ) سب کا خالق ہے۔ اسلئے کہ وہ اپنی ذات میں بے ہمتا اپنی صفات میں یکتا الواحد ہے۔ اور وہ سب پر غالب حکمران متصرف القہار ہے۔ وہ جولاہے کی طرح محتاج بالغیر نہیں۔ جاکر کسی جولاہے سے جاکر رشتہ جوڑے۔ ہمیں تیری ضرورت نہیں۔

آریہ مترد! اسی جولاہے کو عالمگیری کا رتبہ دلوانا چاہتے ہو۔ ارے یہ صرف جولاہے کا ہی بھائی نہیں۔ تمنے تو اس کو کمہار بھی بتایا ہے۔ دیکھو تمہارا خطابی گرو ایک جگہ لکھتا ہے۔

دیانندی پرمیشور ایک کمہار ہے

نکالو ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب اور پڑھو اعتراض نمبر ۲۷ کا جواب وہاں یہ درج ہے۔ کہ

"دنیا میں کسی چیز کے بننے بنانے میں تین اشیاء پہلے ضروری ہوتی ہیں۔ ایک فاعل جیسے کمہار دوسرا بننے والا۔ مثلاً گھڑا مٹی اور تیسرا اس کا ذریعہ جس سے گھڑا بنایا جاتا ہے۔ جس طرح کمہار مٹی اور آلہ کے ذریعہ گھڑا بناتا ہے۔ اور بننے والے گھڑے سے پہلے کمہار مٹی اور آلات موجود ہوتے ہیں۔ **ویسے ہی** دنیا کے بننے سے پہلے جہاں کی علت مادی (جو بمقابلہ مٹی کے ہے) تھی" صـ ۶۸۱

آہ! کس قدر رونے کا مقام ہے۔ کہ ایک قادر ہستی کو دنیاوی مشاہدات اور تجربات اور مخلوقات پر قیاس کر کے ویسی ہی مجبور اور معذور ہستی قرار دیدیا۔ جیسی کہ مخلوق ہوتی ہے۔ خالق و مخلوق میں کوئی مابہ الامتیاز نہ رہا۔ اور کس بے باکی سے ایک کمہار کی قدرت اور طاقت کو سامنے رکھ کر جو ناچیز کمزور محدود ہستی ہے۔ غیر محدود لاانتہا طاقتوں والی ہستی کو اس کے برابر کر دیا۔

اوپست فطرتو! تمہیں یہ لکھتے اور کہتے ہوئے شرم و حیا ذرا بھی نہیں آتی۔ کہ دنیا میں ایک کمہار جو محدود طاقتوں کا مالک ہے جس کی روح میں بقول ویدک ۲۴ طاقتیں ہیں۔ وہ تمہارے سامنے کوئی گھڑا بغیر مٹی اور آلات کے چونکہ نہیں بنا سکتا۔ تو پھر بھلا وہ ایشور۔ (جو غیر محدود اور بے انتہاء طاقتوں کا مالک ہے۔ جس کی حقیقت اور انتہا سے جیو (روح) (جو محدود الطاقت ہونے کے محض ناواقف اور بے علم ہے۔) کس طرح بغیر روح و مادہ کے دنیا بنا سکتا ہے۔ کیوں تمہاری فطرت مسخ ہو گئی۔ کیوں تم ایسے فاتر العقل بن گئے۔ کیوں تم میں سے نور ایمان نکل گیا۔ کیوں تمہارے سینے سیاہ اور ضمیر مردہ ہو گئے ہیں کیا اتنی بات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ مخلوق کے کاموں اور افعال و طاقتوں پر خالق کی قدرتوں اور شکتیوں اور افعال کا قیاس کرنا جہالت اور ضلالت ہے اور پھر اس کمہار ایشور کو کہتے ہو۔ کہ تمام دنیا کا یہی مالک ہے۔ خالق ہے۔ اور یہی معبود ہے۔ اور اس مذہب کو عالمگیر مذہب بتاتے ہو جس نے خدا کا یہ نمونہ پیش کیا ہے۔ اور ان کے سامنے پھر منہ کرتے ہو۔ جو ایسی ہستی کے ماننے والے ہیں۔ جس کی صفت لیس کمثلہ شئ۔ یعنے جس کی مثال دنیا میں یا کہیں بھی ہے ہی نہیں مگر تم ہو کہ اسکو کہیں جلاہے کے برابر کسی جگہ کمہار کو اسکے مقابل لاکر جولاہے اور کمہار سے اس کی مثال دیتے ہو۔ اور کہتے ہو کہ اس ایشور کو مان لو۔ جس کی مثال جولاہے اور کمہار دنیا میں نظر آتے ہیں۔ اور اس قادر توانا کو چھوڑ دو۔ جو بے مثل اور بے مثال بے نظیر حی وقدیر ہستی ہے ؎

تفویر جنیں دعوتِ یاوہ گو

اگرچہ ویدک ایشور کے اعمالنامہ لکھنے میں بہت اوراق صرف ہو گئے ہیں۔ اور ابھی اسکا کلیہ لکھنا باقی ہے۔ اسلئے ناظرین اس طوالت مضمون سے گھبرائیں نہیں۔ کیونکہ عالمگیر مذہب کی جو تیسری شرط ہے۔ وہ یہی ہے کہ اس میں خدا کے متعلق کامل تعلیم ہو۔ اسلئے مجھے اس جھوٹے عالمگیری کے مدعی مذہب کی خداوانی اور خدا شناسی پر زیادہ لکھنا پڑا ہے۔ آپ ذرا صبر اور استقلال کو کار فرما کر ملاحظہ فرماتے جائیں۔ خدا کے فضل سے اس سلسلہ مضمون نے دیانندی قلعہ کو فی النار کر کے اسکے اندر داخل ہونے کا راستہ صاف کر دیا ہے۔ انشاء اللہ دو چار منٹ میں اسلامی فتح کا ڈنکا بجنے والا ہے۔ اور ویدک دھرم کی جھنڈی سرنگوں ہو کر

اللہ اکبر

کا علم لہرانا نظر آئیگا۔ اسلئے تھوڑا سا کلیہ بھی ویدک ایشور کا شائع کر دینا مناسب ہے۔ تاکہ آپ کو اس کی شناخت میں ذرا بھی دقت نہ رہے۔

ویدک ایشور ایک جانور ہے

سوامی دیانند بانی آریہ سماج نے روح و مادہ کی قدامت کے ثبوت میں رگوید سے ایک منتر پیش کیا ہے۔ جس کا ترجمہ لالہ گھاسی رام۔ ایم۔ اے پریذیڈنٹ آریہ سماج شہر میرٹھ نے آریہ ڈبیٹنگ کلب صدر میرٹھ کے جلسہ منعقدہ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۸ء میں "خدا روح و مادہ کی ازلیت و ابدیت" کا لیکچر دیتے ہوئے حسب ذیل بیان کیا۔ اور رسالہ کی صورت میں سماج میرٹھ نے شایع کیا ہے۔

"دو خوبصورت پر والے پرند باہم میل رکھنے والے دوست ایک ہی درخت پر بسیرا کرتے ہیں ان میں سے ایک پکے ہوئے پھل مزے سے کھاتا ہے دوسرا نہ کھاتا ہوا سب طرف سے نگران رہتا ہے"

(رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۶۴ منتر ۲۰ "لیکچر مذکور صـ۳)

شاید ناظرین اس اصل پہیلی کو نہ سمجھے ہوں لہذا میں اس کو بوجھ دیتا ہوں۔ یہ منتر خدا۔ روح۔ مادہ تینوں کے غیر مخلوق اور ازلی ہونے کی دلیل میں دیا گیا ہے۔ اسمیں دو خوبصورت پرندوں میں سے جو پکے ہوئے پھل مزے سے اُڑا رہا ہے۔ وہ تو روح ہے۔ اور اسکا دوست جو بیچارہ مُتر مُترا اسکی طرف دیکھکر ترس رہا ہے۔ جسکو یہ بے وفا دوست ایک قاش بھی آم یا ناشپاتی اور امرود کا نہیں دیتا وہ بے بس و بے کس خیر سے ویدک ایشور مہاراج ہیں۔ اور جس درخت پر یہ دونوں دوست بسیرا کر رہے ہیں۔ وہ مادہ یعنی جنابہ پرکرتی صاحبہ ہیں۔ اب تو آپ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ ویدک ایشور ایک جانور ہے پرندہ ہے۔ گو خوبصورت پر والا ہے۔ شاید مور ہو یا ہنس بہر حال ہے۔ جانور اُڑنیوالا۔ دیکھئے کتنی پاکیزہ تشبیہ اور لطیف استعارہ ہے۔ بھلا یہ گیان (علم) سوائے ویدوں کے کہاں سے سننے اور دیکھنے میں آتا ہے۔ اسپر دعوی ہے۔ کہ ویدک دھرم کا جھنڈا تمام دنیا میں گاڑیں گے۔

لاہور میں مولوی ثناء اللہ سے مباحثہ

(از ابو الثناء جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل)

۳۰ مئی کو انجمن اہلحدیث لاہور نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی ایک تقریر بیرون موچی دروازہ لاہور میں کرائی۔ جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے تقریر پر سوالات کئے جن کا مولوی ثناء اللہ صاحب سے بجز لاف و گزاف مارنیکے کوئی جواب نہ بن سکا۔ اور یہ بہانہ بنایا کہ میں پادری عبد الحق صاحب سے مباحثہ کرنے کے لئے سر گودھا جا رہا ہوں۔ اسلئے زیادہ دیر تک نہیں ٹھیر سکتا۔ اس بنا پر ہماری طرف سے کہا گیا۔ کہ کوئی اور تاریخ مناظرہ کے لئے مقرر کی جائے۔ فریقین نے ۳ جون مقرر کی۔ اس سے پہلے شرائط میں جھگڑا رہا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب مباحثہ کی بلا کو ٹالنے کی خاطر ان سے کہہ گئے۔ کہ تمنے ثالث کی شرط ضرور رکھنا۔ ہمنے انکی طرف شرائط مباحثہ لکھ کر بھیجے۔ جس کے جواب میں انہوں نے لکھا۔ کہ ثالث ضرور ہونا چاہیئے۔ اسکے بغیر مناظرہ نہیں ہو سکتا۔ ہماری طرف سے لکھا گیا۔ کہ ہمیں مولوی ثناء اللہ صاحب ہی ثالث منظور ہیں۔ وہ مباحثہ کے اختتام پر مندرجہ ذیل الفاظ میں حلف اُٹھا کر فیصلہ دیں۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔

کہ میں خدائے علیم و خبیر اور عزیز ذو انتقام کو حاضر و ناظر جانتا ہوا۔ اسکی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ احمدی مناظر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر جو دلائل پیش کئے۔ ان سے حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت ثابت نہیں ہوتی۔ اور جو میں نے ان دلائل پر جرح کی ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب مفتری علی اللہ تھے۔ اور الہام کے دعوے میں جھوٹے اور حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ ہیں۔ اور وہ مرے نہیں ہے خدا اگر میں اس معاملہ میں اپنے ضمیر کے خلاف یا جھوٹ کہہ رہا ہوں۔ تو مجھے اور میری اولاد کو ایک سال کے اندر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مورد عذاب کرے۔ آمین۔

اسکے جواب میں انہوں نے لکھا۔ کہ آپ مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق کیوں لکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ہم کسی اور مناظر کو پیش کریں تو اسکے جواب میں لکھا گیا۔ کہ اگر کوئی اور مناظر ہوگا۔ تو ہم ثالث کے لئے چار شرطیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) وہ علم قرآن مجید و حدیث و علم اصول و بلاغت و صرف و نحو و لغت عرب سے اچھی طرح واقف ہو۔

(۲) وہ متعصب نہ ہو۔ حق بات کے ماننے میں اسکو کوئی بھی عذر نہ ہو۔

(۳) فریقین سے اسکا مساوی تعلق ہو۔ یہ نہ ہو کہ کسی وجہ سے اسکی ایک فریق سے زیادہ مخالفت کا احتمال ہو۔

(۴) وہ فیصلہ قسم مؤکد بعذاب کھا کر لکھے۔

ہمارے نزدیک تو ایسا کوئی ثالث نہیں مل سکتا۔ اسلئے پبلک ہی ثالث ہوگی۔ اگر آپ کو مل سکتا ہے تو آپ پیش کریں۔ ہم مان لینگے۔

اس کے بعد کوئی جواب نہ آیا۔ آخر مانا کہ پبلک ہی ثالث ہوگی۔

اور ہمنے شرائط میں صداقت مسیح موعودؑ کے علاوہ حیات مسیح کے مضمون کو بھی رکھا تھا۔ مگر انہوں نے اس پر بحث کرنے سے انکار کیا۔ ہمنے ۱۔ اچھا نہ سہی۔ مگر ایک مضمون کے لئے بھی ۴ گھنٹے وقت ہوگا۔ یعنی ۸ بجے سے ۱۲ بجے رات تک۔ انہوں نے اس شرط کو منظور کیا۔ ۸ بجے کی بجائے ۹ بجے شروع کرنے کے لئے لکھا۔ ہمنے منظور کر لیا۔ صرف یہ جھگڑا رہا۔ کہ پہلی تقریر کس کی ہوگی۔ اور اسکا فیصلہ پبلک پر چھوڑا گیا تھا۔

۳ رجون کو ۱ بجے کے قریب مولوی ثناء اللہ صاحب بھی لاہور میں آ براجے۔ آپ نے آتے ہی کہا کہ میں تو ساڑھے ۹ بجے کی گاڑی واپس چلا جاؤنگا۔ میں تو نہیں ٹھیر سکتا۔ اسوجہ سے سکرٹری انجمن اہلحدیث نے رقعہ لکھا کہ میں ایک تبدیلی کرانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ مباحثہ ۸ بجے سے ۱/۲ ۹ بجے تک ہو۔ ہم نے لکھا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ مباحثہ ۴ گھنٹے ہی ہوگا۔ اور ۹ بجے سے شروع ہوگا۔ ہم اپنی جماعت کو اطلاع دے چکے ہیں۔ آخر ۱/۲ ۸ بجے ہم میدان مناظرہ میں پہونچ گئے۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے مکرمی جناب ڈاکٹر نور محمد صاحب اول سے اس بات پر بحث کر کے کہ مدعی اس مسئلہ میں کون ہوگا۔ مقرر کرا چکے تھے۔ کہ مدعی ہم ہی ہیں۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب جماعت احمدیہ کی طرف سے پریذیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اور خاکسار مناظر ان سے کہا گیا۔ کہ مباحثہ ۴ گھنٹہ ہوگا۔ مگر وہ نہ مانے اور کہا۔ کہ ۱/۲ ۹ بجے تک ہوگا۔ کیونکہ مولوی صاحب سرگودھا جانیوالے ہیں۔ وہ زیادہ دیر تک نہیں ٹھیر سکتے۔ چوہدری صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم آپکو مناظر تبدیل کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ جب مولوی صاحب چلے جائیں۔ تو انکی جگہ کسی اور کو مناظر کھڑا کر دو۔ مگر انہوں نے کہا۔ کہ ہمارے پاس کوئی اور مناظر نہیں ہے۔ اگر ۱/۲ ۹ بجے تک کرنا ہے تو کرلو۔ ہم اس سے زیادہ نہیں کر سکتے۔ اب ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے۔ کہ کیا یہ بات انکے لئے موت نہیں تھی کہ جب وہ پہلے چار گھنٹہ کے لئے مباحثہ مان چکے ہیں۔ تو اب اس شرط کو ہزاروں لوگوں کے سامنے خود ہی توڑ رہے ہیں۔ آخر ہمنے کہا۔ چلو ایک گھنٹہ ہی سہی۔ مولوی ثناء اللہ کی حالت بھی اسوقت نہایت دگرگوں تھی۔ دیکھ رہا تھا۔ کہ مقابلہ میں کون ہے۔ اور اپنی قسمت کو رو رہا تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے ادنےٰ خادم آج میرے مقابلہ میں کھڑے ہونے کے لئے تیار ہیں۔ اور مجھ میں ان سے بھی مباحثہ کرنیکی جرأت نہیں۔

خاکسار کی پہلی تقریر۔ میں نے کہا کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے۔ دنیاوی معاملہ نہیں۔ مذہبی معاملہ میں نہایت متانت اور سنجیدگی سے گفتگو کرنی چاہیئے۔ تمسخر اور استہزاء اور ہنسی اور مخول سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور مذہبی معاملات میں استہزاء اور تمسخر کرنا قرآن مجید میں منافقوں کا شیوہ بیان ہوا ہے۔ اس کے بعد میں نے چار معیار قرآن مجید سے بیان کئے۔

پہلا۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون۔ اور اسمیں بتایا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

تم کوئی عیب۔ افترار۔ یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو۔ کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترار کا عادی ہے۔ یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں سے ہے۔ جو میری سوانح زندگی میں نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

پھر مولوی محمد حسین بٹالوی کی شہادت مکتوبہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صفحہ ۱۶۹ و ۱۷۰ میں احمدیہ پیش کی۔ اور پھر تاریخ مرزا مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے سنائی۔ کہ خود مولوی ثناء اللہ نے مانا ہے۔ کہ دعوے سے پہلے کی زندگی کے حصے میں جمہور علماء اسلام ان کی تائید میں تھے۔ پس اگر دعویٰ سے پہلے کی زندگی کا بے عیب ہونا آنحضرت صلعم کی صداقت کی دلیل ہو سکتی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اس سے کیوں ثابت نہیں ہو سکتی۔

دوسری دلیل لو تقول علینا بعض الاقاویل پیش کی۔ اور تیسری حضرت مسیح موعودؑ کا خود اپنے لئے بددعا کرنا۔ کہ

"پارہ پارہ کن من و کار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پھر آپ کا اس دعا کے بعد ہلاک ہونیکی بجائے ترقی کرنا۔ اور چوتھی دلیل مسلمہ مولوی ثناء اللہ تفسیر ثنائی سے پیش کی۔ کہ یہ قانون الٰہی ہے۔ کہ جو نبوۃ کا جھوٹا دعویٰ کرے گا۔ وہ جان سے مارا جائیگا۔ دعویٰ نبوت کا ذیہ مثل زہر کے ہے۔ جو زہر کھائیگا۔ وہ مرجائیگا۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ انسان زہر کھائے۔ اور پھر زندہ رہے۔ اسی طرح جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے گا۔ وہ جان سے مارا جائیگا۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ کہ وہ قتل نہ ہو۔

جواب از طرف مولوی ثناء اللہ صاحب

دیکھو مرزا صاحب نے اپنی پیشگوئیوں کو اپنے صدق وکذب کا معیار ٹھہرایا ہے۔ قانون ہے۔ کہ اگر کسی دستاویز میں سے ایک حرف مشکوک ثابت ہوجائے۔ تو ساری دستاویز باطل ہوجاتی ہے۔ اسلئے ہم بھی اس قانون کے مطابق آپ کی پیشگوئیوں کو دیکھتے ہیں۔ محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی۔ وہ پوری نہیں ہوئی۔ چار پانچ ماہ تک بلکہ آپ بیٹھ گئے۔

خاکسار کی دوسری تقریر

جو معیار قرآن مجید سے مینے بیان کئے تھے۔ مولوی صاحب نے انہیں چھوا تک نہیں۔ اور ان پر کسی قسم کی جرح تک نہیں کی جس سے معلوم ہوا کہ ان کو آپ نے تسلیم کرلیا ہے۔ اور جو بات آپنے دستاویز کے متعلق قانون کی پیش کی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے ایسا کوئی قانون نہیں ہے۔ پھر زیادہ سے زیادہ یہی لازم آئیگا۔ کہ اس معیار کی رو سے جو مولوی صاحب نے پیش کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ صادق ثابت نہیں ہوتے۔ مگر جو تین معیار قرآن مجید سے اور ایک مسلمہ مولوی ثناء اللہ پیش کئے ہیں۔ ان سے صداقت ثابت ہوتی ہو تو اسطرح قرآن مجید میں تناقض لازم آیا۔ کہ قرآن مجید ایک شخص کو سچا بھی ثابت کرتا ہے۔ اور جھوٹا بھی۔ جو بات دستاویز میں صحیح ہوگی۔ اسکو کوئی شخص غلط نہیں قرار دے سکتا۔ اور جو غلط ہو اسکو صحیح نہیں کہہ سکتا۔ ہاں میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ جس پیشگوئی کو آپ نے پیش کیا ہے کہ یہ پوری نہیں ہوئی۔ یہ بھی آپ کی غلط فہمی ہے۔ یہ پیشگوئی شرطی تھی۔ جیسا کہ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳-۱۳۲ سے ظاہر ہے۔ اور وہ اپنی شرط کے مطابق پوری ہوگئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے انجام آتھم میں فرمایا ہے۔

وکان اصل المقصود الا ھلاک وتعرف انہ ھو الملاک۔ کہ اصل مقصود اس پیشگوئی سے ان کی ہلاکت تھی۔ اور یہی بات پیشگوئی کا دار ومدار تھی۔ اور اس عورت سے جو میری شادی تھی وہ انکی ہلاکت کے بعد پیشگوئی کی عظمت ثابت کرنے کے لئے تھی۔ اور پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ انکی ہلاکت تو بہ کے بعد شرارت کی طرف رجوع کرنے پر موقوف تھی۔ لیکن سلطان محمد نے شرارت کی طرف رجوع نہ کیا۔ جب شرارت کی طرف رجوع نہ کیا۔ تو وہ ہلاک ہوا۔ جب ہلاک نہ ہوا۔ تو نکاح نہ ہوا۔

اذا فات الشرط فات المشروط۔ پھر یہ پیشگوئی تو شرطی تھی۔ اگر ظاہری طور پر الہام میں شرط نہ بھی موجود ہوتی۔ پھر بھی وہ اپنے الفاظ میں پوری نہ ہوتی۔ تو کوئی حرج نہیں تھا۔ کیونکہ بعض وعدوں کے ساتھ شرائط مخفی ہوتے ہیں۔ جن پر نہ ملائکہ کو اطلاع ہوتی ہے۔ نہ ہی ملہم کو اور نہ ہی لوح محفوظ میں انکا ذکر ہوتا ہے۔ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہوتی ہیں۔ جن کے پورا نہ ہونیکی وجہ سے موعودہ بات پوری نہیں ہوتی۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوب ۲۷۰ جلد اول میں اسبات کو بالوضاحت لکھا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ کے والد عبداللہ کے متعلق جبکہ وہ جنگ احد میں شہید ہوگیا۔ فرمایا کہ جب وہ خدا کے پاس گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا۔ تمن علی اعطیک کہ اے عبداللہ تو جو مانگنا چاہتا ہے۔ مانگ لے۔ اور جو تیری خواہش اور تمنا ہے۔ بیان کر۔ میں تیری اس تمنا کو پورا کروں گا۔ اسنے کہا۔ کہ اے خدا تو مجھے پھر زندہ کر تاکہ میں تیرے راستے میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ یہ تو نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ میں پہلے وعدہ دے چکا ہوں۔ کہ مارنے کے بعد دنیا میں واپس کسی کو نہیں بھیجا جائیگا۔ اب بتاؤ کہ اس وعدہ میں کوئی شرط نہیں تھی۔ اور خدا تعالیٰ کو یہ بھی معلوم تھا۔ کہ یہ کس بات کی تمنا کریگا۔ پھر وعدہ مطلق کیوں کیا۔ اسواقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض وعدے خدا تعالیٰ کے علم میں مشروط بشرائط ہوتے ہیں۔ جن پر بندے کو اطلاع نہیں دیجاتی پھر اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آیا ہے۔ آپ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا۔

ان اللہ زوجنی مریم بنت عمران وکلثوم اخت موسیٰ وآسیۃ امرأۃ فرعون۔

(فتح البیان جلد ۷ صفحہ)

کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح حضرت مریم اور کلثوم اور آسیہ سے پڑھ دیا ہے۔ تو حضرت خدیجہ نے آپکو مبارکباد دی۔ بتاؤ کہ یہ نکاح کہاں پڑھا گیا۔

جواب مولوی ثناء اللہ صاحب

جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ معلوم ہے آپ کس کے مقابلہ میں کھڑے ہیں۔ سنیئے آپ مرزا صاحب کے وکیل ہیں۔ مؤکل آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ کہ آپ پوچھیں کہ یہ نکاح کہاں ہوا۔ خود حضرت مرزا صاحب سرمہ چشم آریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ آثار سے ثابت ہے۔ کہ حضرت مریم کا نکاح آنحضرت صلعم سے عالم آخرت میں ہوگا۔ پھر تبلیغ رسالت سے عبارت پڑھی کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عورت ضرور میرے نکاح میں آئیگی۔ تین چار منٹ بولکر خاموش ہو گئے۔

مولوی صاحب کی آخری تقریر

میں جانتا ہوں کہ آپ کون ہیں۔ آپ کس پانی میں ہو۔ آپ کی حقیقت کیا ہے۔ آپ کا نام ہے ابوالوفاء ثناء اللہ مولوی فاضل۔ مگر معلوم ہے آپکے مقابلہ میں کون کھڑا ہے۔ ابوالثناء جلال الدین شمس مولوی فاضل ہاں پنجاب یونیورسٹی کا سند یافتہ مولوی فاضل اور پھر بتاؤں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں تمہاری کیا حقیقت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہزاروں اور لکھو کھا قائم مقام موجود ہیں۔ ان کے ادنےٰ ادنیٰ غلام تمہارا مقابلہ کر رہے ہیں۔ جن کی باتوں کا تمہیں کوئی جواب نہیں آتا۔ مگر تم بتاؤ تمہارا کون قائمقام ہوا۔ کوئی ہے تمہاری اولاد میں سے جو علمی حیثیت سے قائمقام ہو۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کا کونسا لڑکا ہے۔ جو اسکا قائمقام ہو گا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی اولاد میں سے کون اسکا قائمقام بنا۔ پس تمہارے قائمقام اللہ تعالیٰ نے دُنیا سے ناپید کر دیئے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہزاروں لاکھوں قائمقام موجود ہیں۔

آپ کہتے ہیں۔ کہ موکل آپکو یہ بات کہنے کی اجازت نہیں دیتے میں کہتا ہوں۔ کہ آپ کا ایک مسلمہ معیار میں نے پیش کیا ہے جس میں آپ ہی موکل ہیں خود ہی دیکھیں ہیں۔ آپکی ہی تحریر ہے۔ مگر اس پر بھی آپ حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کا اقرار نہیں کرتے یہ کسی تعجب کی بات ہے۔

یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی لئے دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ کہ تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو دُنیا پر ظاہر کریں۔ آپ نے یہ کھول کر بتایا۔ کہ بعض پیشگوئیوں کا تعلق عالم آخرت سے بھی ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ اسی دنیا میں ہی وعدہ پورا ہو جائے۔ اگر آپ وہ بات ماننے کے لئے تیار ہیں۔ تو محمدی بیگم کی پیشگوئی کی صحت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی ہے۔ کیوں صحیح تسلیم نہیں کرتے۔

رہا تقدیر مبرم کا معاملہ تو وہ بر تقدیر پورا ہونے شرط کے ہے۔ کہ اگر وہ شرارت کی طرف رجوع کرینگے۔ تو وہ ضرور ہلاک ہونگے۔ اور پھر اسکے بعد ضرور نکاح ہو گا۔ اور بعض وقت بندہ بوجہ شرائط پر اطلاع نہ پانیکے تقدیر معلق کو ہی مبرم خیال کر لیا کرتا ہے۔ جیسا کہ امام ربانی نے مکتوبات میں لکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔

یا انس اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم (کنز العمال جلد ۱ ص ۱۲۷)

کہ اے انس تو بہت دعا کیا کر کیونکہ دعا قضاء مبرم کو رد کر دیتی ہے۔ میری تقریر میں لوگ شور مچا رہے تھے۔ میں نے کہا پانچواں معیار ہماری صداقت کا ان لوگوں کا شور مچانا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ

ما کانت صلاتھم عند البیت الا مکاء وتصدیہ اور قال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون

کہ سیٹیاں اور تالیاں بجانا اور شور ڈالنا کفار مکہ اور مشرکین مکہ کا کام تھا۔ پس تم نے خود شور ڈالکر ثابت کر دیا۔ کہ تم کفار مکہ اور مشرکین مکہ کے مشابہ ہو اور ہم صحابہ اور آنحضرت صلعم کے مشابہ پھر چھٹا معیار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ انہ لا یفلح الظالمون

کہ ظلم [illegible] تو وہ جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اور دوسرا وہ جو خدا تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتا ہے۔ فرمایا کہ امتیاز اس طرح ہو گا۔ کہ ظالم لوگ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہونگے۔ اب غور کرو۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مقصد کیا تھا۔ کہ تا لوگ خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اور ایک جماعت تیار کریں۔ اور مولویوں کا مخالفت سے کیا مطلب تھا۔ یہ کہ آپ کی کوئی پیروی نہ کرے۔ آپ کا کوئی مرید نہ ہو۔ مگر دیکھ لو۔ کہ اپنے مقصد میں کون کامیاب ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کامیاب ہوئے۔ اور مولوی لوگ ناکام رہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ اور سچے تھے۔

اس پر پھر مولوی ثناء اللہ صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے ساڑھے ۹ بج چکے تھے۔ ہمنے کہا کہ اسکے بعد پھر آخری تقریر ہماری ہو گی۔ لیکن پریذیڈنٹ انجمن اہلحدیث نے کہا یہ کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ کہ آخری تقریر تمہاری ہو گی۔ بلکہ فیصلہ صرف اتنا ہوا تھا۔ کہ ½ ۹ بجے تک مباحثہ ہو گا۔ حالانکہ یہ طے ہو چکا تھا۔ کہ آخری تقریر بھی ہماری ہو گی کیونکہ ہم مدعی ہیں۔ چوہدری صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر ساڑھے نو بجے تک مباحثہ تھا۔ تو ½ ۹ بج چکے ہیں۔ اس نے کہا تین منٹ باقی ہیں۔ چوہدری صاحب نے فرمایا۔ میری گھڑی میں پورے ۱۰ بج چکے ہیں۔ آخر اسی جھگڑے میں اس کی گھڑی میں جو تین منٹ باقی تھے۔ وہ بھی گزر گئے۔ ہمنے کہا کہ اگر مباحثہ کرنا ہے۔ تو تھوڑی سی دیر تک اور تو کرو۔ مگر شیر پنجاب جو اسوقت گیدڑ پنجاب بنا ہوا تھا کہنے لگا۔ کہ بس جی ٹانگہ باہر کھڑا ہے۔ میں زیادہ نہیں ٹھیر سکتا۔ اہل علم اور اہل دانش پبلک سمجھ گئی۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایک دلیل کو بھی نہیں توڑ سکے اور نہ ہی کسی بات کا جواب دے سکے ہیں۔ فالحمد علی ذالک۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسالہ گوشت خوری پر ریویو

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از ڈاکٹر چودھری شاہ نواز خانصاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

ڈاکٹر نگم صاحب کا خیال ہے۔ کہ گوشت کھانے سے بعض دفعہ سخت قے اور دست لگ جاتے ہیں یعنی Pharmaeu poison تندرست جانور کا گوشت اگر خراب ہونے سے پہلے استعمال کر لیا جائے۔ تو بالکل کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ہاں اگر گوشت سڑنا شروع ہو گیا ہو۔ تو اسکے استعمال سے بیشک قے اور دست لگ سکتے ہیں۔ مگر یہ اسبات کی دلیل نہیں۔ کہ گوشت کا استعمال ترک کر دینا چاہیئے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ گلی اور سڑی ہوئی سبزی کے استعمال سے بھی قے اور دست لگ جاتے ہیں۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ سبزی کا استعمال بُرا ہے۔

پھر وہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ گوشت خور جانوروں کا تھوک اور خون سخت زہریلا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب کتا یا بھیڑیا کسی کو کاٹتا ہے۔ تو اسکو مرض ہڑکاؤ ہو جاتا ہے۔ اور کسولی جانا پڑتا ہے۔ مگر سبزی خور جانوروں کا یہ حال نہیں ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر نگم صاحب کے زمانہ طالب علمی میں ہڑکاؤ کے سبب کی یہ تھیوری ہو گی۔ کہ گوشت کھانے سے یہ زہر پیدا ہوتا ہے۔ افسوس کہ انہوں نے یہ مضمون لکھنے سے پہلے طب کی جدید تھیوریز متعلقہ ہائیڈرو فوبیا کو نہیں پڑھا۔ انکو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مرض ہڑکاؤ کیوبہ گوشت خوری نہیں۔ بلکہ ایک قسم کا مخصوص زہر ہے۔ جس کی ماہیت ابھی تک معلوم نہیں ہوئی۔ اور یہ مرض ایک جانور سے دوسرے تک بذریعہ زخم کے پہنچتا ہے۔

پھر ان کا بیان ہے۔ کہ سبزی خور جانور مثلاً گھوڑے اور بیل کو یہ مرض نہیں ہوتا مگر یہ بات بالکل مشاہدات کے خلاف ہے۔ بعض دفعہ یہ مرض ہڑکاؤ گھوڑے اور گائے میں دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی پھر دوسرے جانوروں اور انسانوں کو کاٹتے پھرتے ہیں۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کے اس دعوے کا رد ہو گیا۔ کہ ہڑکاؤ گوشت کھانے سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ سبزی خور جانوروں میں بھی یہ بات دیکھی گئی ہے۔

"یہ دنیا کے مشہور ماہر علم تشریح الابدان ڈاکٹر بیرن کیویر نے ثابت کیا ہے۔ کہ انسان نہ گوشت خور ہے اور نہ سبزی خور بلکہ پھل خور ہے۔"

یہ بات یورپ کے دیگر ماہران علم الاغذیہ کے تجربات کے خلاف ہے۔ کیونکہ ترکیب کیمیاوی سے ثابت ہے۔ کہ پھلوں میں نائی ٹروجن کے اجزاء بہت کم ہوتے ہیں۔ اور کافی نائی ٹروجن کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہمیشہ کے لئے صرف پھلوں پر انسان کا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں چند روز کے لئے گزارہ کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر نگم صاحب گوشت خوری کے خلاف مدلل اور عام فہم وجوہات ذیل پیش کرتے ہیں۔

"(۱) گوشت خور جانور غذا کو چباتے نہیں۔ اور سبزی خور جگالی کرتے ہیں۔" مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انسان نہ تو گوشت خور جانوروں کی طرح بن چبائے غذا نگل جاتا ہے۔ اور نہ سبزی خوروں کی طرح جگالی کرتا ہے۔ بلکہ غذا کو چباتا ہے۔ اسلئے انسان دونوں غذائیں کھا سکتا ہے۔

"(۲) گوشت خور جانور پانی کو زبان سے چاٹ چاٹ کر پیتے ہیں۔ انسان چونکہ ایسا نہیں کرتا۔ اسلئے انسان گوشت خور نہیں۔"

یہ عجیب طریق استدلال ہے۔ ایک پشو کے طرز عمل کا مقابلہ ایک مہذب انسان سے کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انسان سبزی خور ہے۔ کیونکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ چونکہ انسان گائے بھینس کی طرح پانی اپنی گردن کو نیچے کر کے نہیں پیتا۔ بلکہ برتن میں ڈالکر پیتا ہے۔ اسلئے انسان سبزی خور نہیں ہے۔ مگر یہ طریق استدلال غلط ہے۔ انسان کی طبعی غذا معلوم کرنے کے لئے آپ کو ان اعضاء کا مقابلہ کرنا چاہیئے جو کہ غذا کے ہضم میں کام آتے ہیں۔ مثلاً دانت۔ معدہ و انتڑیاں۔ اس کے متعلق مفصل بحث انشاء اللہ آگے چلکر ہو گی۔

(۳) پھر لکھتے ہیں۔ کہ گوشت خور جانوروں کا پسینہ زبان سے نکلتا ہے۔ اور سبزی خور کا جسم سے۔ اور گوشت خور جانور رات کو خوب دیکھ سکتے ہیں۔ اور اپنے شکار کی تلاش میں رات کو ہی نکلتے ہیں۔ مگر سبزی خور رات کو نہیں دیکھ سکتے۔ اور رات کو وہ آرام کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ کہ گوشت خوروں کے ناخن نوکیلے اور لمبے ہوتے ہیں۔ اور سبزی خوروں کے سم ہوتے ہیں۔ انسان چونکہ پھل خور ہے۔ اسلئے اسکو لمبی انگلیاں دی ہیں۔"

اصل بات یہ ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے اس جگہ احتمالات و مفروضات سے کام لیا ہے۔ اور فطری اصول کے مطابق انکو نہیں رکھا۔ طبعی خواص کے لحاظ سے مخلوقات کی کوئی دو جماعتیں برابر نہیں۔ ہر ایک جماعت کے افعال و وظائف جدا ہیں۔ مثلاً مچھلیاں پانی میں تیرتی ہیں۔ پرندے ہوا میں اڑتے ہیں۔ بکری گھاس کھاتی ہے۔ اور شیر گوشت کھاتا ہے۔ ہر جماعت کے فرائض جداگانہ ہیں۔ اور یہ اختیاری نہیں۔ بلکہ فطری ہیں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قدرت نے انہیں اسی قسم کے اعضاء دیئے ہیں۔ جو ان کے مناسب حال ہیں۔ مثلاً شیر کو سخت ڈاڑھیں دی ہیں۔ جن سے وہ نباتاتی غذا کو خوب چبا سکے۔ اور شیر کو ایسے تیز اور نوکیلے دانت دیئے ہیں۔ جن سے وہ گوشت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو چیر پھاڑ سکیں۔ سرد ممالک کے جانوروں کو لمبے لمبے بال دیئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کو اسکے طبعی افعال و وظائف کے لحاظ سے اعضاء دیئے ہیں۔ اور اسکے خلاف کرنا فطرت کا مقابلہ ہے۔ مثلاً بلی اگر گھاس کھانا چاہے۔ اور بکری اگر گوشت کھانا چاہے۔ تو یہ ایک خلاف فطرت بات ہوگی۔ ساخت اعضاء سے ان کے افعال پر استدلال کرنے کا طریق نہایت صحیح ہوتا ہے۔ اور اس کے سامنے کسی ڈاکٹر کی ذاتی رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ غذا کو چبانے اور ہضم کرنیوالے اعضاء نہیں ہیں۔ اول دانت دوم معدہ سوم آنتیں۔ ہم گوشت خور اور سبزی خور جانوروں کے اعضاء کا مقابلہ کرینگے۔

گوشت خور

(۱) ان کے منہ میں چار (Canine) نشتر دانت ہوتے ہیں۔ جو غذا کے چیرنے پھاڑنے کے کام آتے ہیں۔

(۲) ان کے جبڑے کی حرکت صرف اوپر نیچے ہوتی ہے۔ دائیں اور بائیں نہیں ہوتی۔

(۳) معدے کی ساخت تھیلی کی ہے۔

(۴) ان کی آنتیں بہت لمبی نہیں ہوتیں۔ مثلاً شیر کی آنت جسم کا صرف چوگنا ہوتی ہے

سبزی خور

ان کے منہ میں نشتر دانت نہیں ہوتے بلکہ مضبوط ڈاڑھیں ہوتی ہیں۔ جن سے غذا کو چبایا اور پیسا جاتا ہے۔

ان کے جبڑوں میں دائیں اور بائیں حرکت ہوتی ہے۔ تاکہ غذا خوب پیسی جائے۔ ان کا معدہ خانہ دار ہوتا ہے۔

ان کی آنتیں بہت لمبی ہوتی ہیں۔ مثلاً بھیڑ کی آنت جسم سے ۲۷ گنا لمبی ہوتی ہے۔

اب ہم انسان کے ان اعضاء کا حال دیکھتے ہیں۔

(۱) انسان کے منہ میں گوشت خور کی طرح کچلیاں بھی ہیں۔ مگر چھوٹی۔ اور سبزی خور کی طرح ڈاڑھیں بھی ہیں۔

(۲) انسان کے جبڑے میں اوپر نیچے حرکت ہوتی ہے۔ اور دائیں بائیں بھی۔

(۳) انسان کا معدہ نہ تھیلی نما ہے۔ نہ خانہ دار بلکہ دونوں کے مابین ہے۔

(۴) اس کی آنتیں نہ بہت چھوٹی ہیں اور نہ بہت لمبی بلکہ وسطی۔ چنانچہ وہ جسم سے ۶ گنا لمبی ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انسان کے ان اعضاء کی ساخت سبزی خور اور گوشت خور دونوں سے ملتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ انسان طبعی طور پر گوشت خور بھی ہے۔ اور سبزی خور بھی۔ اسکے لئے لفظ ہمہ خور بہت موزوں ہے جسکو انگریزی میں Omnivorous کہتے ہیں۔

ہم مانتے ہیں۔ کہ میوہ جات ان کو بہت مرغوب ہیں۔ مگر ان پر زندگی بسر کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ پوری غذائیت حاصل کرنے کے لئے انکو اتنی زیادہ مقدار میں کھانا پڑتا ہے۔ کہ ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ لہذا نباتاتی اور حیوانی یعنی مخلوط غذا انسان کی طبعی غذا ہے۔ گوشت خوروں کا یہ کہنا کہ صرف گوشت میں طاقت ہے۔ اور شیر و چیتا کی اس کے ثبوت میں مثال دینا۔ اور سبزی خور کا یہ کہنا کہ صرف سبزی ہی انسان کی طبعی غذا ہے۔ اور اسکے لئے ہاتھی اور گینڈا کی مثال دینا۔ نیز بعض کا یہ کہنا کہ چونکہ بندر جو انسان کے مشابہ ہیں۔ گوشت نہیں کھاتے اس لئے انسان طبعاً گوشت خور نہیں۔ ہر سہ اقوال قابل تسلیم نہیں۔ بلکہ یہ محض ایک دوسرے کا جواب ہیں۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان کسی ایک غذا کا محتاج نہیں۔ اور یہ بھی اس کے اشرف المخلوقات ہونے کی ایک دلیل ہے۔ انسان موقع و محل کے مطابق ہر غذا سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حیوانوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ اگر گوشت خور جانور کو سبزی پر گزارہ کرنا پڑ جائے۔ تو وہ چند دن میں بھوکا مر جائے۔ اسیطرح سبزی خور جانور کو اگر گوشت دیا جائے۔ تو وہ اس کو نہیں کھا سکیگا۔

(باقی دارد)

احمدیت کا بول بالا
اور بھنگی بھوت کا منہ کالا

(از شیخ مشتاق حسین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ گوجرانوالہ)

جلوہ یار ہے کچھ کھیل نہیں ہے لوگو
احمدیت کا بھلا نقش مٹا دیکھو تو

یا ایھا الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل یصدون عن سبیل اللہ۔

(سورہ توبہ رکوع ۴)

اے مسلمانو اکثر ان علماء فقیر و درویش سے رہیں۔ کہ جھوٹ و فریب سے لوگوں کا مال کھاتے اور راہ خدا سے روکتے ہیں۔

آج بر عکس نہند نام زنگی کافور
مرکھے سن دیو بندی د، بہار بہ عنوان خاک بدہنش (مرزائیت کا شتم) میں دیکھنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں آیا۔ جس میں مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسماء مبارک پر حسد کا اظہار کیا ہے۔ اور حالانکہ مولوی صاحب کے والد بزرگوار کو اختیار تھا۔ کہ دو تین استنبازوں مرتضےٰ وحسن کے ناموں کا مجموعہ ایک ایسے منحوس فرزند کے لئے تجویز کرے کہ جو ان کی کفش برداری کا بھی اہل نہ ہو۔ مگر خدائے رب ورحمٰن کو اختیار نہیں کہ وہ اپنے کسی محبوب کو اپنے پیارے ناموں سے ملقب کرے۔ مولوی صاحب یہ ہمارے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی شان کا اظہار ہے۔ کہ اسکے غلام کو تمام انبیاء کے نام عطا کر کے ثابت کر دیا۔ کہ ؎

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری
آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مولوی صاحب کے سامنے تو قرآنی اسناد ودلائل پیش کرنا عبث ہے۔ مگر اے امت محمدیہ میں آپ کے فائدہ کے لئے لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ہمارے نبی اکرم صلعم کو ارشاد ہوا

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ط

کہدے اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ مگر آپ جانتے ہیں۔ کہ اس وقت ایسے سامان سفر وخبر موجود نہ تھے۔ کہ تمام دنیا میں پیغام اسلام پہنچ سکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نبی صلعم کی زندگی میں عرب کے باہر اسلام نہیں نکلا۔ اس لئے یہ ضروری تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام ایسے سامان پیدا کر کے کہ جن کے ذریعہ ایک شہر میں بیٹھ کر تمام اکناف عالم میں اسلام کا پیغام پہنچایا جا سکے اس کے بروز کو دنیا میں مبعوث کرے۔ تا کہ تبلیغ کا کام تکمیل کو پہنچے۔ غرضیکہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام اس کے سردار محمد مصطفےٰ ؐ کا ہی کام ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اسکا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

چنانچہ ماکنا معذبین حتےٰ نبعث رسولاً کا وعدہ یاد کرتے ہوئے عالمگیر جنگوں جن کی خبر تمام صحائف اولیٰ میں دیگئی تھی۔ سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرما کر تمام اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کرائی۔ اور چونکہ تمام نبیوں کے مکذبین کے نمونے موجود تھے۔ تمام انبیاء کے نام سے اپنے محبوب کو ملقب کیا۔ اور اس کی تکذیب وانکار پر ہر نبی کے مخالفوں والے عذاب سے دنیا کو معذب کیا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس صدی میں کونسے نبی کے مخالفین کا عذاب ہے۔ جو کسی نہ کسی حصہ دنیا میں وارد نہ ہوا ہو۔ اور دنیا نے یک زبان شہادت نہ دی ہو۔ کہ یہ عذاب گناہ کی شامت اور غیر معمولی ہے بہر حال حضرت مسیح موعودؑ کے اسماء مبارک خدا کا ایک فضل ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ط

مولوی صاحب خوب یاد رکھیں۔ کہ آپ کے دجل اور فریب اور سب وشتم سے جری اللہ کی صداقت میں فرق نہیں آسکتا ؎

بر قمر عو عو کنی اے سگ ترا کی
نور ماہ کمتر نہ گردد زیں سگی

مولوی صاحب نے ایک اور دجل سے کام لیکر دنیا کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دعوے کیا۔ کہ مجھ کو وہ معارف عطا کئے گئے ہیں۔ کہ جن کی نظیر اُمت میں نہیں مل سکتی۔ کاش کہ مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہوتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوے کے ثبوت میں عربی زبان میں بیس سے زیادہ کتب تصنیف کیں۔ اور اعجاز احمدی واعجاز المسیح کی نظیر لانے پر ملانوں کے پیٹ کے لئے دس ہزار روپیہ کی رقم انعام مقرر کیا۔ مگر افسوس کہ کسی ملانے کو توفیق نہ ہوئی کہ میعاد مقررہ میں اس کی نظیر لا سکے۔ اور دیوداء العلوم میں ہی بند رہے۔ مگر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سردار محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ کے اہانت کے متعلق دشمن فاتوا بسورۃ من مثلہ کا چیلنج قبول کرنے سے عاجز آئے اور کہا۔

قال الذین کفروا ان ھذا الا افک افترٰیہ واعانہ علیہ قوم اٰخرون ط

(سورۂ فرقان)

منکر کہتے ہیں یہ اور کچھ نہیں۔ جھوٹ ہے۔ جو اس نے از سر خود بنا لیا ہے۔ اور دوسرے لوگوں نے بھی اس کے بنانے میں مدد کی ہے۔

قالوا اساطیر الاولین اکتتبھا فھی تملےٰ علیہ بکرۃ واصیلاً ط

اور کہتے ہیں۔ کہ اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ جو اس نے لکھا رکھی ہیں۔ اور صبح وشام اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

ضرور تھا۔ کہ اسکے بروز اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مصداق مسیح موعودؑ کے مقابل ابو جہل وابو لہب کے بروز بھی پیدا ہوتے۔ جو یہی الفاظ دہراتے۔ مگر الحمد للہ کہ مولوی صاحب نے ان الفاظ کو دہرا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور اپنی کور باطنی کی اپنی قلم سے شہادت دے دی دشمن کا قول متذکرہ بالا آپ کو معلوم ہے کہ کسی حد تک سچ بھی تھا۔ کیونکہ قرآن کریم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود اقراری ہے۔ کہ

ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ

یہی ہے جو اگلی کتابوں ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کی کتابوں میں لکھا ہے۔

اور آپ کی فطرت کا کاتب وحی عبداللہ بن ابی سرح بھی اس بدگمانی کا شکار ہو کر جہنم کے گڑھے میں جا گرا۔ آیت تبارک اللہ واحسن الخالقین کے نزول کو اس نے افترا پر قیاس کیا۔ مولوی صاحب آپ کے مکر تو تار عنکبوت ہیں مکر داو مکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ پر نگاہ رکھیں۔

مولوی صاحب کا سوال کہ جس معارف کی نسبت مرزا صاحب اور مرزائیوں کو ناز ہے کہ یہ معارف قرآنیہ مرزا صاحب کو عطا ہوئے وہ ظاہر کئے جائیں۔ اور نیز وہ معارف جدیدہ مختصہ کسقدر ہونے چاہئیں۔ جو مسیح موعودؑ کی شان کے لائق ہوں وغیرہ۔

ایسا لغو اور بے ہودہ ہے۔ اور پر دجل ہے۔ کہ کوئی عقلمند انسان اس کی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔ تو ہم قرآن کریم کے حامل ہوئے کس طرح اس غلطی کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔ میکو نبی اکرمؐ کے مکذبین کے مندرجہ بالا اعتراضات کے جواب میں نبی صلعم کو فرمان خداوندی ہوا۔ کہ ان کے بیہودہ اعتراضات کی طرف توجہ نہ کرو۔ اور کہدو۔ کہ

انزلہ الذی یعلم السر فی السموٰت والارض انہ کان غفورا رحیما (فرقان)

تو اس نے اتارا ہے۔ جو آسمان اور زمین کی چھپی باتوں کو جانتا ہے۔ (اب بھی توبہ کرو) وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

وہی جواب ہم مولوی صاحب کو دیتے ہیں۔ اور شکر کرتے ہیں۔ کہ حق بہ حق دار رسید۔

مولوی صاحب گو در بابجوی سے آپکو ان الفاظ میں سرٹیفکیٹ مل چکا ہے۔ کہ

علماءھم شر من تحت ادیم السماء۔

انکے علماء آسمان کی دہوڑی تلے سب سے زیادہ شریر ہونگے۔

اور صادق کا قول کبھی ٹل نہیں سکتا۔ مگر پھر بھی روشنی کا زمانہ ہے۔ آپ کنوئیں کے مینڈک کی طرح اپنی حالت پر آپ نہ ٹرائیں۔ برائے خدا کچھ تہذیب شرافت و متانت سے کام لیں۔ اور لاکھوں صلحا کے سردار حضرت مسیح موعودؑ کو کہ جس کے خادموں پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ سب و شتم کر کے اپنی عاقبت سیاہ نہ کریں۔ اور اگر علم و فضل کا دعوےٰ ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تصانیف کی نظیر پیش کریں۔ مگر یاد رکھیں۔ کہ آپ اپنے استاد کی طرح آدمؑ کے مقابلہ میں ناکام رہینگے۔

مولوی صاحب جبکہ نبی اکرمؐ ایک اہل زبان عرب نے عربی زبان میں ایک کتاب پیش کی۔ اور دنیا کو چیلنج دیا۔ کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ ..... تو آپ کے ہمرنگ یہود و نصاریٰ و ہنود کہتے تھے۔ اور ابتک کہتے ہیں۔ کہ یہ محمد رسول اللہؐ کا کلام ہے۔ جو کہ اس نے آسمانی صحائف سے اخذ کر لیا ہے۔ تو اس فتنہ کے زمانہ میں اس وہم کے ازالہ کے لئے خدائے رحیم نے حضرت مسیح موعودؑ کو ہندوستان میں اور ہندوستان میں سے بھی سکھوں کی آماجگاہ جہالت کے مرکز پنجاب اور پنجاب کے بھی کسی شہر میں نہیں۔ بلکہ گاؤں میں پیدا کیا۔ اور اس نے یہ دعوے کر کے کہ

دگر اوستاد دانامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

لکھا کہ میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل کے طور پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اسکا مقابلہ کر سکے۔ پھ عربی زبان میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ اور بلاد عرب و شام و مصر کے علماء کو چیلنج دیا۔ کہ کوئی اس کی نظیر لائے۔ مگر ان بلاد کے انسان اور دیوبندی جن تمام کے تمام عاجز آئے۔ اور اسطرح سے اپنے سردارؐ کی صداقت اور قرآن کریم کی عظمت کا ایسا زندہ ثبوت پیش کیا۔ کہ سوائے مادر زاد اندھوں کے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اسلئے یاد رکھیں۔ کہ مسیح موعودؑ کی صداقت کا انکار دراصل اس سورج کا انکار ہے۔ کہ جس کی روشنی سے اس بدر کامل نے فیض حاصل کیا۔ فتدبر۔

خدا سے ڈر کر جواب دیں۔ کہ ایک پنجابی۔ دیہاتی کا سنت قرآنی کے ماتحت عربی زبان میں وہ تصانیف پیش کرنا۔ کہ باوجود انعام مقرر کرنے کے اس کی مثال لانے سے اہل زبان عاجز آئے۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوۃ کا کافی ثبوت نہیں۔ انصاف۔ انصاف۔ انصاف۔

اے لوگو۔ جو امت مرحومہ ہونے کے مدعی ہو۔ مندرجہ عنوان آیت پر غور کرو۔ اور چودھویں صدی کے ملانوں کے دام تزویر سے خلاصی پا کر ایک مامور من اللہ کے کلام کا ثمرات کو منہاج نبوت پر پرکھو کہ تمہارا بھلا ہو۔ غور تو کرو۔ کہ قرآن کریم مدعی ہے۔ کہ اے انسانو اور جنو تم سب ملکر کوشش کرو۔ کہ قرآن کی مثل لکھ سکو تو نہ لکھ سکو گے۔ اور اور مخالف کہتے ہیں۔ کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ جو اس نے لکھ لی ہیں۔ اور یاد کر لی ہیں۔ اور اس میں بھی شک نہیں۔ کہ اکثر حصہ ان تعلیموں کا تورات و انجیل و زبور میں موجود ہے۔ اور قرآن کریم بھی تسلیم کرتا ہے۔ کہ فیہا کتب قیمۃ تو ایسی صورت میں اگر وہ آپ یہ مطالبہ کریں۔ کہ آپ تورات و انجیل کی تعلیم کو علیحدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کردو۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ آنحضرم صلے اللہ علیہ وسلم پر کونسی وحی نازل ہوئی۔ اور دیکھیں کہ آیا وہ تعلیم افضل ہے۔ یا پہلی تو آپ کیا جواب دیں گے۔ کیا آپ اس تعلیم کو جو انجیل و توراۃ میں موجود ہے۔ سرقہ تصور فرما دیں گے۔ کیا کبھی عیسائی کے اس سوال کا جواب دینا اپنا فرض سمجھیں گے۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ وہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کا مطالبہ پورا کرتا۔ مگر اس سے عاجز آکر دو لفظ لکھ کر اپنا تمام بوجھ الٹا آپ پر ڈالا۔ اسی طرح مولوی مرتضےٰ حسن نے تمام ہا دگدی نشینوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی اتقاسیر بزبان عربی جو کہ حضورؑ نے خدا سے قوت پاکر لکھیں کی مثال لانے سے عاجز پاکر از راہ دجل انکو پردہ دری سے بچانے کی کوشش ان الفاظ میں کی کہ ہم معارف نکھیر تے پھریں۔

مولویصاحب جیساکہ ان لوگوں کو جواب ملا تھا۔ جو قرآن پر معترض ہوئے یعنے پارہ پہلے صحیفوں کی پاک تعلیم قرآن کریم میں موجود ہے۔ مگر ہمارے رسول نے وہ کتابیں پڑھ کر علم حاصل نہیں کیا۔ بلکہ انزلہ الذی یعلم السر فی السموٰت والارض انہ کان غفورا رحیما کے پیارے

وہی جواب ہم آپ کو دیتے ہیں۔ کہ اگر کوئی تعلیم یا کوئی فقرہ پہلی کتب میں موجود بھی ہو تو وہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کتب سے نقل نہیں کیا۔ بلکہ یہ علم اسے اسی کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ جو آسمانوں اور زمینوں کی چھپی باتوں سے واقف ہے۔

اور اگر یہ ممکن ہے۔ کہ انسان دوسری کتب میں سے بعض الفاظ یا فقرات چرا کر تصانیف پر قادر ہو سکے تو آپ کے لئے بھی تو یہ راستہ کھلا تھا۔ کیا آپ یا آپ کے استاد "انا خیر منہ" کی مصداق کو سونگھ گیا تھا۔ کہ وہ ایسے فقرات چرا کر ہی اس کی تصانیف کی مثال لاکر انعام حاصل کرتے۔

فاعتبروا یا اولی الالباب

پھر آپ نے اسی قسم کا ایک اور دجل اپنے اشتہار (مرزائیوں کا جنازہ بے گور و کفن) کے ذریعہ شائع کر کے اپنی بد فطرت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔ کہ تمام مرزائی مطلع کریں۔ کہ مرزا صاحب کو کاذب ثابت کرنے کے لئے کتنے جھوٹ ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔

ہم اس کا جواب ان الفاظ میں دیکر دشمن پر اتمام حجت کرتے ہیں۔ کہ ہم ہر وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوات والسلام کو صادق و مصدوق یقین کرتے ہیں۔ اور اس کے متعلق کذب و افتراء کا احتمال بھی کفر و الحاد کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اور تمام قرآن و احادیث کے فرمودہ معیار نبوت پر جری اللہ فی حلل الانبیاء کو تمام نبیوں کا موعود نبی ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ ہم نے گوجرانوالہ کے نام نہاد اہل سنت والجماعت کے جلسہ میں جہاں پر تمام کے تمام دیوبندی احبار موجود تھے۔ بذریعہ کھلا چیلنج کے اس امر کی طرف بلایا۔ اور ایک اشتہار بہ عنوان "طریق فیصلہ" کے ذریعہ منصفانہ مضامین و شرائط مناظرہ پیش کیا۔ مگر یہ اشتہار و شرائط کیا تھیں۔ ایک صاعقہ تھا۔ جس نے تمام دیوبند کے خرمن علم و فضل کو جلا دیا۔ اور کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ تاب مقابلہ لا سکے۔ اور ایک پنجابی انی مہلین من ادا صانتک کے پورے مصداق مولوی فاضل کو کھڑا کر کے جان بچائی۔ ہم نے مساوی وقت۔ منصفانہ شرائط پر فیصلہ چاہا۔ مگر افسوس کہ اصحاب باطل کو حق کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور وجوہ تکفیر مرزا" مضمون رکھتے ہوئے پونا گھنٹہ تقریر خود کی۔ اور ہمیں پانچ منٹ جواب کے لئے پیش کئے۔ مگر ہم نے پانچ منٹ کو بھی ضایع کرنا پسند نہ کیا۔ اور جو کیمپ انہوں نے کذب و افتراء کی چوپال پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رویا و کشوف والہامات کی غلط تاویلات سے کھڑا کیا تھا ہمارے ایک نوجوان مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے قرآن و حدیث و اقوال شیخ عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ۔ میں سے اس پر وہ بمب پھینکے کہ دیوبندی سنڈاس خاکستر ہو گیا۔ اور تمام علماء سوء کا جنازہ گوجرانوالہ کی سرزمین سے بے گور و کفن نکالنا پڑا۔ الحمد للہ

آخیر میں میں مولوی صاحب کو انہیں کے پیمانہ پر ناپنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اگر آپ الٹی چال ہی بند کرتے ہیں۔ تو اب آپ کے اشتہارات کا جواب دینے کے بعد ہم بھی آپ سے ایک سوال کرتے ہیں۔ اور دعویٰ سے کہتے ہیں کہ آپ اسکا جواب نہیں دیسکیں گے۔ کہ قرآن و حدیث کی رو سے ہم آپکو اور آپکے ہم مشربوں کو چودھویں صدی کے یہودی ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ اپنے ہمجنسوں سے مشورہ کر کے اطلاع دیں۔ کہ قرآن و حدیث سے کتنے اقوال طیبہ و دلائل عقلیہ و نقلیہ ضروری ہیں جس سے آپ یہودی ثابت کئے جا سکیں تبکا۔ جواب آنے پر انشاء اللہ ہم آپ کی طبیعت کا مقتضاء مہیا کر دینگے

نوٹ:۔ اگر مولویصاحب کی طرف سے کوئی دوسرا شخص اسکا جواب لکھنے کی جرأت کرے تو اسکے لئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ حلفیہ لکھے کہ اسنے مولویصاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی ہے۔ ورنہ مدعی سست گواہ چست کی مثال صادق آئیگی۔ اور ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہونگے۔ کہ مولویصاحب سے کفن دفن ہو گئے